

معاشرتی تغیر اور سنت اولیٰ

(۲)

ڈاکٹر فضل الرحمن

امام مالک رحمہ کا قول ہے (۱) کہ اگر کوئی مکاتب غلام اپنی آزادی کی مقررہ کردہ رقم کی اقساط کا ادائیگی سے قبل فوت ہو جاتا ہے اور اپنے پیچھے ایک ”ام الولد“ اور بچے چھوڑ جاتا ہے اور وہ اتنے کمزور اور کم سن ہیں کہ اپنے باپ کی بقایا اقساط ادا کر کے اپنی آزادی حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ”ام الولد“ کو آزاد کرا سکتے ہیں۔ اس صورت میں اس ”ام الولد“ کو لازماً فروخت کیا جائے تاکہ بچوں کی آزادی خریدی جا سکے۔

امام مالک رحمہ کے اس قول کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ”امہات الاولاد“ کی فروخت پر پابندی کے حکم کا کوئی ذکر نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس ضمن میں امام مالک رحمہ کا مسئلہ زیر بحث کی جن صورتوں سے بحث کر رہے ہیں، وہ ان صورتوں سے مختلف ہوں جن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن اس سلسلے میں امام مالک رحمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ نہ اس معاملے میں اس کے تعلق یا عدم تعلق سے بحث کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا اختلاف واضح ہو سکے۔ درحقیقت یہ ہماری فقہ کا بہت ہی بنیادی اور قابل توجہ پہلو ہے کہ اس کی بیشتر جزئیات اور قانونی نکات اور مستنبطات ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ نہیں کہ جس سے یہ حقیقی طور پر مربوط نظام بن سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بجا طور پر ایک قانونی نظام کہنے کی بجائے ”مسلم فرائض پر ایک بحث“ کہا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ فقہ کا سرسری مطالعہ کرنے والے طالب علم کو بھی

فقہ کے الگ الگ جزو ہونے کا فوراً احساس ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کی تمام مستقیبات ذہنی طور پر غیر مربوط ہیں۔ چنانچہ فقہ ایک نظام کی بجائے جزویات کا ایک وسیع ذخیرہ ہے اور ہر جزو اپنی ذات میں ایک قسم کا نظام ہے۔ وسیع معنوں میں آپ یوں کہہ لیں کہ فقہ ایک قانونی نظام کے لئے خام مواد تو رکھتی ہے لیکن بذات خود کوئی نظام نہیں۔ تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فقہ کی کافی حد تک اپنی ایک متعین نوعیت ہے جو اسے دوسرے قانونی نظامات سے ممتاز کرتی ہے اور وہ نوعیت اس کی اسلامیت کا نتیجہ ہے۔ ہم یہاں جس بات کا انکار کر رہے ہیں، وہ یہ کہ موجودہ فقہ منطقی طور پر مربوط اور فکری طور پر واضح اور متعین نظام نہیں اور اس لئے اسے ایک مربوط قانونی نظام کہنا مشکل ہے۔

۴۔ غلاموں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ اگر غلام پر آفا ظلم کرتا ہے یا انتہائی سختی سے پیش آتا ہے تو ریاست کو دخل اندازی کا حق ہے۔ امام مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک لونڈی کو اس کے آفا نے اذیت پہنچائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔ (۲)

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں کے متعلق اس مضمون کا ایک فرمان جاری کیا:

”افسوس ہے کہ لوگ اپنی لونڈیوں سے جنسی تعلقات استوار کرتے ہیں اور پھر انہیں چھوڑ دیتے ہیں (نتیجہً ان سے پیدا ہونے والے بچوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا معلوم کہ یہ لونڈیاں کہاں کہاں جانی رہی ہیں)۔ میرے نزدیک آفا کا لونڈی سے جنسی تعلقات قائم ہونے کا اقرار کافی ہے اور اس کی بنا پر میں حکم دیتا ہوں کہ وہ ان بچوں کو تسلیم کرے۔ اب یا تو تم اپنی لونڈیوں کی نگرانی کرو یا انہیں آزاد کر دو۔“ (۳)

ذرا غور کیجئے کہ ایسے بچوں کو تسلیم نہ کرنے سے جو معاشرتی فساد پیدا ہو رہا تھا اس کی حدیں کہاں تک بڑھ گئی تھیں۔ اس فساد کی سب سے بڑی وجہ تو لونڈیوں کی کثرت تھی جن کی عام طور پر آقا کڑی نگرانی نہیں کر سکتے تھے۔

اب یہ بات بخوبی واضح ہو گئی ہوگی کہ اسمہات الاولاد کے بارے میں حضرت عمر رض کے حکم میں کتنی بصیرت تھی ام الولد کو آزادی دے کر معاشرے میں اس کا مقام بحال کرنا، سنت نبوی کی مخالفت نہیں بلکہ سنت نبوی کا صحیح نفاذ اور اعلیٰ تر مفہوم میں استحکام تھا۔

د۔ قانون شہادت

۶۔ عراق سے ایک شخص حضرت عمر رض کے پاس آیا اور کہا ”میں آپ کے پاس ایک ایسے معاملے کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں جس کا سر پیر سمجھ میں نہیں آتا،“۔ حضرت عمر رض نے پوچھا وہ ”کیا،“۔ اس نے کہا ”ہمارے ہاں (عراق میں) جھوٹی گواہیوں کی بہتات ہو گئی ہے،“۔ ”واقعی؟“ حضرت عمر نے پوچھا۔ اس شخص نے جواب دیا ”بالکل“ اس پر حضرت عمر رض نے فرمایا ”واللہ اسلام کے تحت کسی شخص کو ثقہ گواہوں کی شہادت کے بدوں قید نہیں کیا جائے گا۔ (۴)

اسلامی قانون شہادت میں گواہوں کی ثقاہت اور عدالت کا ایک معیار مقرر ہے اگرچہ یہ کچھ رسمی سا ہے۔ لیکن یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ تازہ پیش آمدہ صورت حال کے پیش نظر قانون دستور عدالت کے ایک اہم حصے کی جدید تعبیر کی جا رہی ہے۔ امام مالک کی اس روایت پر جرح و تعدیل کے اصول کے پیش نظر تنقید ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تاریخی نقد کے کڑے معیار پر پوری نہ اترے مثلاً اس کی صراحت نہیں کہ وہ شخص کون تھا جو عراق سے آیا اور اس نے حضرت عمر کے پاس شکایت کی۔ لیکن اس واقعہ کی صحت و عدم صحت سے قطع نظر کہ یہ واقعہ حضرت عمر رض کے بارے میں ہے یا کسی اور کے، یہ بات ضرور مسلم ہے

کہ عمرانیاتی تغیر کی روشنی میں قانون کی تعبیر نو اور قانون کو نئے معنی و مفہوم دینا قطعاً جائز ہے۔

۷۔ جو غلام اپنی آزادی خریدنے کے لئے اپنے آقا سے معاہدہ کر رہا ہے، اسے مکاتب کہتے ہیں۔ اگرچہ کسی پر قانونی دباؤ نہیں تھا کہ وہ اپنے غلام کو آزادی خریدنے کی لازماً اجازت دے لیکن یقینی طور پر حکومت کی پالیسی سے اس کی ضرور حوصلہ افزائی کی گئی۔ حقیقتاً قرآن کریم کے ان الفاظ فکاتبوہم ان علمتم فیہم خیراً (۲۴: ۳۲)

سے غلامی کے انسداد اور غلاموں کی آزادی کے بارے میں اس کے قطعی منشا میں ذرا سا شبہ نہیں رہتا لیکن اس دور کے جنگی قوانین اخلاق کی وجہ سے جب غلاموں کی بہت بڑی تعداد معاشرے میں درآئی تو قرآنی منشا پر فوری عمل نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مسئلہ ان بڑے مسائل میں سے ایک بن گیا جن میں بالعموم امت قرآنی نصب العین کو عملی جامہ نہ پہنا سکی۔ قرآن کریم کے الفاظ ان علمتم فیہم خیراً غلاموں کی آزادی پر کوئی بندش عائد نہیں کرتے۔ ان کا مطلب محض یہ تھا کہ اگر کوئی غلام اپنی آزادی خریدنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو آزاد ہونے پر اس سے یہ تو توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا رہ سکے گا بلکہ ہوگا یہ کہ وہ آزاد ہونے کے بعد بھی غلام ہی ہوگا۔

ایک مرتبہ یہ سوال بھی اٹھا کہ اگر مکاتب غلام کی آمدنی کافی ہے اور وہ اس حالت میں ہے کہ اپنی مکاتب کی رقم کی تمام اقساط یک مشت ادا کر سکتا ہے تو کیا وہ قسطوں کی ادائیگی کی طویل مدت میں سے گزرے بغیر اپنی آزادی حاصل کر سکتا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں ”فرافصہ (پارفریس؟ بظاہر کوئی یونانی شامی نام معلوم ہوتا ہے) ابن عمر حنیفی (قبیلہ بنو حنیفہ میں سے) کا ایک مکاتب غلام تھا۔ اس نے فرافصہ سے کہا کہ میں مکاتب کی ساری رقم یک مشت ادا کرنا چاہتا ہوں (کیونکہ غلام کے پاس اپنی آزادی جلد حاصل کرنے کے لئے وجوہات تھیں)۔ فرافصہ نے اسے قبول نہیں کیا۔ مکاتب غلام مروان امری کے پاس آیا جو اس وقت مدینے کا

گورنر تھا اور اس بارے میں مرافعہ کیا۔ مروان نے فرافصہ کو بلا کر اسے اس تجویز کو منظور کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ مروان نے حکم دیا کہ غلام سے رقم لے کر بیت المال میں جمع کر دی جائے اور غلام سے کہا ”جاؤ، تم آزاد ہو“ فرافصہ نے جب یہ حالت دیکھی تو اس نے رقم لے لی (۵)۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام مالک لکھتے ہیں ”چنانچہ ہمارے نزدیک طریقہ“ مروجہ (الامر: ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام مالک ”الامر“، ”العمل“، ”السنہ“، اور ”الامر المجتمع علیہ“ کی اصطلاحیں مدینہ کے تعامل یا سنت کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں) یہ ہے کہ جب خصوصی حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ مکاتب غلام اپنی پوری رقم وقت مقررہ سے بھی پہلے ادا کرنے کے قابل ہو، تو اس کو اجازت ہے اور آقا انکار نہیں کر سکتا“ ہم نے یہ واقعہ مندرجہ ذیل دو نکات کے لئے درج کیا ہے۔

۱۔ مجولہ بالا مثالوں کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ ان اقدامات کی صراحت کرتا ہے جن کے تحت حکام غلاموں کو آزاد کرتے تھے۔

۲۔ یہ مثال اس حقیقت کی طرف بڑی وضاحت سے متوجہ کرتی ہے، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بار بار کہتے آئے ہیں کہ سنت — امت مسلمہ کا جاری عمل — صرف رسول اللہ ص کا عمل ہی نہیں تھا جیسا کہ شافعی مکتب فقہ کا خیال ہے بلکہ ترقی پذیر فکر اور امت مسلمہ کی پیش آمدہ مسائل کے متعلق فیصلہ کرنے والی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں دیکھئے مروان بن الحکم کا فیصلہ امام مالک کے نزدیک سنت یا تعامل کا حصہ ہے۔ بعینہ یہی حقیقت امام اوزاعی کے تصور سنت پر صادق آتی ہے جو امام مالک کے قریباً ہم عصر تھے۔ عراقی مکتب فکر کا آغاز اسی سنت جاریہ سے ہوا لیکن انہوں نے مسائل کے استنباط میں بتدریج زیادہ آزادی سے کام لیا اور پہلے کئے گئے فیصلوں پر کم بھروسہ کیا۔ دوسری صدی کے وسط میں پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کا یہ آزاد فکری عمل زیادہ تر حدیث کی شکل اختیار کرتا گیا۔ لیکن عراقی حدیث بھی مدنی سنت اور اوزاعی ”عمل“ سے کم علاقائی نہیں تھی۔

(۱) تا (۵)۔ الموطا امام مالک، قاہرہ (۱۳۷۰ھ) جلد دوم صفحات ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا مثالیں اور اسی طرح کی بہت سی دوسری مثالیں — جن میں سے کچھ کا ذکر ہم اپنے مقالات میں کر چکے ہیں اور بہت سی جن کا ذکر نہیں ہوا — بلاشبہ اس کی صراحت کرتی ہیں کہ قرون اولیٰ کے لوگ قرآن کریم اور سنت نبوی کی تعلیمات کو کوئی ایسی چیز نہیں سمجھتے تھے، جو بالکل ساکن اور جامد ہو بلکہ وہ اسے بنیادی طور پر حرکت پذیر اور مختلف معاشرتی حالات میں تخلیقی طور پر حرکی سمجھتے تھے۔

اسلام چند مثالی معیارات اور نصب العینوں کا نام ہے جن کو مختلف معاشرتی مظاہر اور احوال میں ترقی پسندانہ طور پر عملی جامہ پہنانا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام کو صحیح طور پر سمجھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے اپنے عملی اظہار کے لئے ہمیشہ نو بہ نو اور تازہ بہ تازہ شکلیں تلاش کی ہیں اور وہ اسے ملتی رہی ہیں۔ اسلام کی فعالیت اور اس کے عملی اظہار میں معاشرتی اداروں کو ہمیشہ بے حد اہمیت حاصل رہی ہے۔ لہذا لازمی طور پر معاشرتی عدل اور تخلیقی روح جیسی اسلامی اقدار کے فروغ اور تنظیم کے لئے معاشرتی اداروں کو صحیح ذریعہ بننا چاہئے۔ یہی وہ واضح سبق ہے جو ہم سنت کے اولین ارتقا سے سیکھتے ہیں۔

اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ ہم خصوصی طور پر اور پوری احتیاط سے خالی آزاد خیالی (لبرلزم) کے بے سروپا رجحان کی مذمت کرتے ہیں، اور ہمیں منفی روحانیت سے بھی انکار ہے جو صورت اور معنی کے درمیان ایک دیوار قائم کرنا چاہتی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اصل مقصود تو معنی ہے اور صورت تو محض ظاہری چھلکا ہے۔ ہمارے نزدیک صورت اور معنی ہم زمانہ ہیں۔ دونوں کا ایک دوسرے پر انحصار ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے لابدی ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ صورتیں بھی ایک طرح سے بدلتی ہیں اور بائیں ہمہ وہی رہتی ہیں، ایمان زندہ اور زندہ معاشرے کے لئے مہلک صورت نہیں بلکہ صورت پرستی ہے۔

حضرت عمر رض نے نبی کریم ص کی جنگ کے بارے میں سنت کی شکل کے بعض اساسی پہلوؤں میں تبدیلیاں کیں لیکن اس کے باوجود سنت نبوی اسی تبدیلی کی بنا پر زیادہ بار آور ہوئی۔ مسلمانوں نے قرآن کریم کے قانون شہادت میں تبدیلی کی اور دو شہادتوں پر اصرار کرنے کی بجائے ایک شہادت اور ایک قسم کی بنیاد پر فیصلے کرنے لگے۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ قرآن کا مقصد انصاف قائم کرنا ہے۔ دو گواہیاں قائم کرنا نہیں۔ اگر ہم آج کسی کے اعتراف کا ریکارڈ لیں (بشرطیکہ اس کی صحت ہر طرح سے شک و شبہ سے بالا ہو) تو کیا کسی مقدمہ میں ہم مروجہ ہائے شہادت سے بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

یہ چند مثالیں نہایت اہم ہیں اور بہت سے دوسرے بڑے مسائل کی طرف توجہ مبذول کرا سکتی ہیں جن کے لئے تعمیری اور فیصلہ کن حل تلاش کرنا ضروری ہیں۔ آج کی دنیا کی جو ساخت ہے اس کے لحاظ سے کیا یہ ہمارا اساسی فریضہ نہیں کہ آنے والی نسلوں کے لئے بہترین اخلاقی اور مادی صورت حال پیدا کریں؟ اگر یہ ہمارا فرض ہے تو کیا ہم دیانتداری سے اس بے تحاشا اضافہ آبادی کو درست سمجھتے ہیں جن کی ہم صحیح طور پر نہ پرورش کر سکتے ہیں نہ تربیت — کیا واقعی یہ معاملہ فہمی کا اسلامی انداز ہے؟ اگر ہم موسم اور بے موسم بچے پیدا کرنا مسلمان کا ناقابل تغیر پیدائشی حق سمجھتے ہیں تو کیا ہم مزدوروں سے جبری طور پر کام کرانے کا شدید متبادل طریقہ کار قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بے شک پہلا راستہ نسبتاً آسان ہے لیکن اسے اگر آج نہ اپنایا گیا تو اختیار کا وقت گذر جائے گا اور دوسرا طریق کار خود بخود ہم پر مسلط ہو جائے گا۔ پھر اگر ہم پہلا طریق کار اختیار بھی کریں تو سوال یہ ہوگا کہ ہم معیار زندگی کی کیا حد رکھیں گے کہ وہاں تک پہنچنے کے بعد ہم ضبط تولید کو ختم کر دیں۔

یہ سارے مسائل وہ ہیں جن کا اب حل کرنا ضروری ہے اور جن کے جواب ماضی کی نقالی کی جگہ اسلامی ضمیر کی گہرائیوں کے ساتھ دیا جانا ضروری ہے۔ اگر اب اسلامی ضمیر سے صحیح اور کامیاب جواب تلاش کر لیا گیا تو یقیناً ہر طرح سنت نبوی زندہ رہے گی۔

(انگریزی اصل سے ترجمہ)